احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعہ 20 دسمبر 2013ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 20دسمبر 2013ء 16 صفر 1435 ہجری 20 فتح 1392ہش جلد 63-98 نمبر 288

شیطان خون کی مانند دوڑتا ہے

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
ایسی عورتوں کے ہاں نہ جاؤ جن کے خاوند غائب ہوں کیونکہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی مانند دوڑتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الرضاع باب کراھیة الدخول حدیث نمبر:1092)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت (۔) کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے۔(۔) کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کو ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے(۔) تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 300)

جس نے عورت کو صالح بنانا ہو وہ خود صالح بنے۔ ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار رہوں گے۔ اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں۔ وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستہ پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی ....سب انبیاء اولیاء کی عورتیں نیک تھیں۔ اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟(۔) عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی۔

(ملفوظات جلد سوم ص 163)

ایم ٹی اے سے تعلق جوڑیں

۞ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورہ سنگاپور کے دوران مربیان اور معلمین کی میٹنگ میں فرمایا۔

”اپنے اپنے علاقوں میں ایسے پروگرام بنائیں جو جماعت کی تربیت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دیں۔ قرآن کریم کی تلاوت روزانہ باقاعدگی سے ہونی چاہئے اور اپنی جماعتوں کا MTA کے ساتھ تعلق جوڑنے کی کوشش کریں جن جماعتوں میں MTA نہیں ہے وہاں اپنے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کر کے MTA لگوائیں۔“

(روزنامہ الفضل 26/اکتوبر 2013ء)
(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

دو نفلوں کی تحریک

۞ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

گناہوں سے بچو، ذکرِ الٰہی اور نیکیاں کرو تا نجات ہو

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ زندگی کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہوسکتی اس کے لیے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاؤ۔ کیونکہ گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اس کا فضل عطا نہ ہو اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہم کو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے اور سچے ایمان پر قائم رکھ (آمین) کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اس کو ملتی ہے اور جس سے لاپروائی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے وہ پاک نہیں ہو سکتے گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جن کو فکر لگی رہتی ہے۔ بہت سے آدمی اس دنیا میں ایسے ہیں کہ ان کی زندگی ایک اندھے آدمی کی سی ہے کیونکہ وہ اس بات پر کوئی اطلاع ہی نہیں رکھتے کہ وہ گناہ کرتے ہیں یا گناہ کسے کہتے ہیں عوام تو عوام بہت سے عالموں فاضلوں کو بھی پتہ نہیں کہ وہ گناہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ بعض گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں گناہوں کا علم جب تک نہ ہو اور پھر انسان ان سے بچنے کی فکر نہ کرے تو اس زندگی سے کوئی فائدہ نہ اس کو ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو۔ خواہ سو برس کی عمر بھی کیوں نہ ہو جاوے لیکن جب انسان گناہ پر اطلاع پالے اور ان سے بچے تو وہ زندگی مفید زندگی ہوتی ہے مگر یہ ممکن نہیں ہے جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے اور اپنے حالات اور اخلاق کو ٹٹولتا نہ رہے کیونکہ بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ، غضب، کینہ، جوش، ریا، تکبر، حسد وغیرہ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہنچا دیتی ہیں انہی میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا یہ بھی ایک بد خلقی ہی تھی جیسے لکھا ہے۔ ابی واستکبر (البقرۃ:35) اور پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا وہ مردودِ خلائق ٹھہرا اور ہمشیہ کے لیے لعنتی ہوا مگر یاد رکھو کہ یہ تکبر صرف شیطان ہی میں نہیں ہے بلکہ بہت ہیں جو اپنے غریب بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اس طرح پر بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب سے کبھی علم کے سبب سے کبھی حسن کے سبب سے اور کبھی نسب کے سبب سے، غرض مختلف صورتوں سے تکبر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ وہی محرومی ہے اور اسی طرح پر بہت سے برے خلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو علم نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ کبھی ان پر غور نہیں کرتا اور نہ فکر کرتا ہے انہیں بداخلاقیوں میں سے ایک غصہ بھی ہے جب انسان اس بداخلاقی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دیکھے کہ اس کی نوبت کہاں پہنچ جاتی ہے وہ ایک دیوانہ کی طرح ہوتا ہے اس وقت جو اس کے منہ میں آتا ہے کہہ گزرتا ہے اور گالی وغیرہ کی کوئی پروا نہیں کرتا اب دیکھو کہ اسی ایک بداخلاقی کے نتائج کیسے خطرناک ہوجاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ایک حسد ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھ کر کڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پاس نہ رہے اس سے بجز اس کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا پھر ایک بداخلاقی بخل کی ہے باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اسکو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا ہمسایہ خواہ ننگا ہو بھوکا ہو مگر اس کو اس پر رحم نہیں آتا مسلمانوں کے حقوق کی پروا نہیں کرتا وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لیے نہیں رکھتا حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قویٰ اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا تھا مگر وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا۔ غرضیکہ طرح طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے یہ تو موٹے موٹے گناہ ہیں جن کو گناہ ہی نہیں سمجھتا پھر زنا، چوری، خون وغیرہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔ گناہوں سے بچنا یہ تو ادنیٰ سی بات ہے اس لیے انسان کو چاہیئے کہ گناہوں سے بچ کر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے جب وہ گناہوں سے بچے گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اس کا دل برکت سے بھر جائے گا اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے دیکھو اگر کسی کپڑے کو پاخانہ لگا ہو تو اس کو صرف دھوڈالنا ہی کوئی خوبی نہیں نہیں بلکہ اسے چاہئے کہ پہلے اسے خوب صابن سے ہی دھو کر صاف کرے اور میل نکال کر اسے سفید کرے اور پھر اس کو خوشبو لگا کر معطر کرے تاکہ جو کوئی اسے دیکھے خوش ہو اسی طرح پر انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک ہو رہا ہے اور گھناؤنا اور متعفن ہوجاتا ہے پس پہلے تو چاہئے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار سے دھوڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے پھر اس کی بجائے ذکرِ الٰہی کرتا رہے اور اس سے اس کو بھرڈالے اس طرح پر سلوک کا کمال ہوجاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 610 تا 608)

جلسہ سالانہ قادیان کا روح پرور نظارہ

الفضل 25 دسمبر 1932ء

ترقی فضلِ حق سے دم بدم ہے　　زمینِ قادیاں اب محترم ہے
چلی آتی ہے دنیا ہر طرف سے　　اسی جانب اُٹھا اب ہر قدم ہے
وہی بستی جو گمنامی میں گم تھی　　اسی کا سب سے اُونچا اب علَم ہے
بفضلِ ایزدی جلسہ ہمارا　　برائے تشنگاں ابرِ کرم ہے
جہاں باطل ہو چکنا چور گر کر　　ہمارا ان چٹانوں پر قدم ہے
مسیحا! پھر ترے مہمان آئے　　معزز محترم انسان آئے
تقدس کا جہاں قائل ہے جن کی　　یہاں وہ صاحبِ عرفان آئے
دبائی ہیں بغل میں گر حدیثیں　　تو ہاتھوں میں لئے قرآن آئے
مسیحا سر کے بل چل کر گھروں سے　　ترے دیوانے اور مستان آئے
بہت تکلیفیں رستے میں اٹھائیں　　مگر شادان اور فرحان آئے
یہ بنگالی ہیں گر تو وہ ہیں سندھی　　یہ کشمیری ہیں وہ افغان آئے
بہت آئے قریشی اور مرزے　　ہزاروں، شیخ! سید! خان! آئے
یہ شامی ہیں تو یہ مصری و رومی　　بہت از سرحد ایران آئے
غرض ہر ملک سے آئے ہیں مہماں　　جزائر کے بھی ہیں سکّان آئے
تجھے اے دشمن ناداں خبر کیا　　کہ کیوں ہیں یہ سبھی مہمان آئے
یہ پروانے سبھی ......کے ہیں　　یہ سارے سیکھنے قرآن آئے
ابھی کردیں گے قرباں اپنی جانیں　　خلافت کا اگر فرمان آئے

مولانا ظفر محمد صاحب ظفر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ　　مطبع: ضیاء الاسلام پریس　　مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ　　قیمت 5 روپے

مکرم طلحہ احمد بشیر صاحب

حضرت مسیح موعود کی سیرت کے گلہائے رنگا رنگ

(قسط اول)

اچھی سیرت کی خصوصیات

کسی بھی شخص کی سیرت و سوانح بیان کرنے سے پہلے یہ لازمی امر ہے کہ پہلے یہ فیصلہ کیا جائے کہ اچھی سیرت کے انسان میں کیا کیا خوبیاں ضروری ہیں۔ اگر اس سوال کو مذہبی نقطہ نگاہ سے پرکھا جائے تو ایک اچھا شخص وہ شخص ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو۔ سب سے پہلے تو ایسے شخص کا خدا تعالیٰ سے ایک پختہ تعلق ہونا چاہئے۔ یعنی یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات پر یقین کامل رکھتا ہو، اس کی توحید پر ایمان رکھتا ہو، آخری دن اور اس دنیا کا عارضی ٹھکانہ ہونا تسلیم کرتا ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کلام، تمام انبیاء، فرشتے اور ہر ایک چیز جس کا علم خدا تعالیٰ کے انبیاء اور کلام کے ذریعہ ہمیں دیا گیا ہے پر ایمان رکھتا ہو۔ جیسے جیسے اس کا یہ یقین ترقی کرتا چلا جائے گا اسی طرح اس کو یہ بھی یقین ہو جائے گا کہ اس کا حقیقی سہارا اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ترقی کرتی چلی جائے گی اور ساتھ ساتھ یہ خواہش بھی کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پورا کرنے والا بنے یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا جینا مرنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہو جائے گا۔ تب جا کر وہ صحیح معنوں میں حقوق اللہ ادا کرنے کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو جائے گا۔

اسی طرح اچھی سیرت کے لئے حقوق العباد کا ادا کرنا بھی ایک ضروری امر ہے۔ یعنی ایک انسان کو اچھا انسان ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ اس کے تمام معاملات انصاف پر مبنی ہوں۔ وہ ہمیشہ حق پر قائم ہو اور تمام لوگوں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔ وہ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی اچھا ہو، اپنے دوستوں، اپنے رشتہ داروں، اپنے ہمسایوں، اپنی قوم کے امراء غرباء، تمام کے ساتھ شفقت کرنے والا ہو یہاں تک کہ اس کے دشمن بھی اس سے ہمیشہ انصاف کی توقع کریں۔ اس میں نرمی پائی جاتی ہو، فیاضی پائی جاتی ہو، وہ چشم پوشی سے کام لینے والا ہو اور دشمنوں سے عفو کا سلوک کرنے والا ہو۔ جیسے جیسے ایک انسان اپنے اندر بہتری پیدا کرتا ہے وہ حقوق العباد ادا کرنے کے مدارج میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی تمام زندگی بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ تب جا کر وہ حقوق العباد ادا کرنے کے بھی اعلیٰ درجہ پر فائز ہو جاتا ہے۔

ایک پاک وجود

پس کوئی بھی انسان جس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ وہ اپنا مقصدِ پیدائش پورا کر سکے، وہ تمام زندگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو صحیح رنگ میں ادا کرنے کی جدو جہد میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن بعض وجود دنیا میں ایسے گزرے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنے جاتے ہیں اور نیکیوں میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ ان کی شخصیت کو الفاظ میں سمیٹا نہیں جا سکتا۔ ایسے وجود جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص قبولیت و عظمت حاصل ہوتی ہے اور وہ رہتی دنیا کے لئے ایک مثال بن جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک پاک وجود ہندوستان کی سرزمین پر ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا جن کا نام مرزا غلام احمد رکھا گیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی محبت اور آنحضرت ﷺ کے نقش پا پر ایسا قدم مارنے والا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق بلند ترین انعام پا گیا۔

اعلیٰ اخلاق کے حامل

آپ ایک نہایت ہی نیک، متقی اور بہترین اخلاق والے انسان تھے۔ آپ کی ذات میں اس قدر کشش تھی کہ ہر شخص، جس کا بھی آپ سے واسطہ پڑا محسوس کرتا تھا کہ آپ ایک اعلیٰ ترین انسان ہیں۔ ہر شخص چاہے وہ آپ کے اہل و عیال میں شامل ہو یا غیروں میں شامل ہو، آپ کے دوستوں میں شامل ہو یا دشمنوں میں شامل ہو، آپ کی نیکی کا قائل ہو جایا کرتا تھا۔ آپ ہر نیکی کے حریص اور ہر برائی سے دور تھے۔ آپ کی صحبت کا اثر ایسا گہرا تھا کہ آپ کو دیکھ کر ہر ایک کا دل نیکی کی طرف مائل ہو جاتا تھا۔ آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعلیٰ ترین معیار قائم کئے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے اپنے مشن کو انتہائی دیانت داری، محنت اور شجاعت سے پورا کیا۔ آپ کا ہر قول و فعل خدا کی رضا کے لئے تھا اور آپ کی تمام زندگی بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے تھی۔ غرض یہ کہ آپ تمام دنیا والوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت کا نشان تھے اور آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کے گھر والے بھی یہی گواہی دیا کرتے تھے۔ آپ کے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کے بارہ میں یوں لکھا:

’’الغرض حضرت مسیح موعود کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔ وہ رحمت تھا (دین) کے لئے اور رحمت تھا اس پیغام کے لئے جسے لے کر وہ خود آیا تھا۔ وہ رحمت تھا اس بستی کے لئے جس میں وہ پیدا ہوا اور رحمت تھا دنیا کے لئے جس کی طرف وہ مبعوث کیا گیا۔ وہ رحمت تھا اپنے اہل و عیال کے لئے اور رحمت تھا اپنے خاندان کے لئے ۔ وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے۔ اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا۔ اوپر بھی اور نیچے بھی ۔ آگے بھی اور پیچھے بھی، دائیں بھی اور بائیں بھی مگر بدقسمت ہے وہ جس پر یہ بیج تو آ کر گرا مگر اس نے ایک بنجر زمین کی طرح اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔‘‘

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 211)

ظاہری حسن و جمال

آپ میں جہاں انتہاء کی نیکی اور روحانیت پائی جاتی تھی، وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری خوبصورتی سے بھی بے حد نوازا تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک بھی آپ کی خوبصورت شخصیت کی طرح مردانہ حسن کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا۔ آپ کا رنگ گندمی تھا اور آپ کے چہرے پر ایک عجیب قسم کا رعب تھا۔ آنکھیں ہمیشہ نیچی رہتی تھیں۔ چہرے کی جلد نرم تھی اور آپ کے چہرہ سے آپ کے دل کے جذبات واضح ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کے بال بہت ملائم اور سیدھے تھے۔ جسم کچھ ہلکا تھا مگر آخری عمر میں کچھ بھاری ہو گیا تھا۔ قد آپ کا درمیانہ تھا۔ آپ کے چہرہ پر اس قدر نور برستا تھا کہ غیر بھی اس کی شہادت دینے سے نہ رہ سکے۔

آپ کے ایک رفیق حضرت منشی اروڑا خاں صاحب نے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود کے بارہ میں فرمایا کہ آپ سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانت دار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا تھا۔

(رفقائے احمد جلد چہارم صفحہ 94)

سادہ زندگی

لباس آپ سادہ پہنا کرتے تھے، سر پر پگڑی باندھتے تھے اور ہاتھ میں عصا رکھنے کی عادت تھی۔ جوتا دیسی پہنا کرتے تھے۔ کھانا بھی سادہ کھایا کرتے تھے۔ جو مل جاتا وہ کھا لیتے مگر بعض مرتبہ اپنی پسند کی چیزیں بھی بنوا کر یا منگوا کر استعمال کی ہیں۔ لیکن عموماً ہر معاملے میں سادگی اختیار کی ہے جیسا کہ آپ کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد کی گواہی ثابت کرتی ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری ہے۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 201)

آپ خود بھی یہ ہی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 240)

اللہ تعالیٰ سے عشق

اللہ تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود کو بے حد عشق تھا۔ سوتے ہوئے بھی آپ کی یہ ہی کیفیت ہوتی تھی کہ لبوں پر سبحان اللہ کے الفاظ ہوتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 287)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو تب بھی آپ کی زبانِ مبارک سے جو کلمات نکلے وہ ’’اللہ میرے پیارے اللہ‘‘ ہی کے الفاظ تھے (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 177) اور آپ کی کیفیت اس قدر اطمینان کی تھی جیسے ایک لمبے سفر کے بعد ایک مسافر اپنی منزل کو دیکھ لے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اگر کسی بات سے آپ کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے تو وہ تنہائی میں لکھے نوٹ بک کے ایک صفحے پر آپ کے وہ الفاظ ہیں جو آپ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود کو ملے۔ اس نوٹ کا ہر ایک لفظ اس محبت کو جو آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لئے تھی کھول کھول کر بیان کر رہا ہے۔ یہ تنہائی کے ان لمحات میں لکھے الفاظ ہیں کہ جب ایک بندہ اپنے رب کے ساتھ اکیلے میں باتیں کرتا ہے، جب اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کے اور اس کے رب کے ساتھ اور تیسرا کوئی نہیں تو وہ اپنے الفاظ میں اس طاقت کو تلاش کرتا ہے کہ ان میں اس محبت کو بیان کیا جا سکے جو اس کے دل کی گہرائیوں میں بستی ہے۔ اس کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ میرے دل کی حالت کا میرے رب سے زیادہ کون جانتا ہے؟ مگر پھر بھی وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ کسی طرح اس محبت کو الفاظ کی شکل دے کر خود بھی اپنی اس کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ ایسے ہی کسی وقت میں لکھے حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ پکار پکار کر بیان

نسلوں کی بقاء کی ضمانت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے۔ بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 8 ص 191)

کرتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے کس قدر عشق تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے اس نوٹ میں لکھا ہے کہ

"اومیرے مولیٰ! میرے پیارے مالک! میرے محبوب! میرے معشوق خدا! دنیا کہتی ہے تو کافر ہے۔ مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے۔ اگر ہو تو اس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو علم تک نہیں ہوتا کہ میں کس حال میں ہوں اس وقت تو مجھے جگاتا ہے اور محبت سے پیار سے فرماتا ہے کہ غم نہ کھا۔

میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس احسان کے ہوتے پھر میں تجھے چھوڑ دوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔"

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 375-276)

عبادت اور عشق قرآن

آپ کی یہ محبت آپ کی روزمرہ زندگی میں بھی بڑی واضح طور پر نظر آتی تھی اور آپ اکثر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ آپ فرائض نماز کی باقاعدہ ادائیگی کے ساتھ ساتھ چاشت، اشراق اور تہجد میں بھی مداومت اختیار کرتے۔ روزے سوائے بیماری یا سفر کے آپ نے باقاعدگی سے رکھے ہیں۔ روزوں کا اتنا شوق رکھتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ نے تسلسل کے ساتھ چھ ماہ روزے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن شریف سے بھی آپ کو انتہاء درجہ کا عشق تھا اور بچپن سے لے کر وفات تک سینکڑوں گواہیاں موجود ہیں کہ آپ کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ قرآن شریف کی بے حرمتی ایک پل کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے بیٹے مرزا مبارک احمد، جن سے آپ بے حد محبت کرتے تھے، سے بچپنے میں قرآن شریف کی بے ادبی ہوگئی تو غصہ سے آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے مرزا مبارک احمد کو ایک زور کا طمانچہ لگا دیا اور پھر فرمانے لگے کہ اس وقت اس کو میرے سامنے سے لے جایا جائے۔ یہ آپ کی بطور باپ سختی نہیں تھی کیونکہ بچوں کے ساتھ سختی اور بدنی سزا کو آپ ناپسند فرمایا کرتے تھے بلکہ یہ ایک عاشق قرآن کی اللہ تعالیٰ کے کلام کے لئے عزت تھی کہ ایک بچے کی نادانی میں بھی قرآن شریف کی بے ادبی برداشت نہ کر سکے۔

عشق رسولﷺ

اللہ تعالیٰ کے بعد آپ نے سب سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور ایسی محبت کی ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ آپ ایک ایسے سچے عاشق تھے کہ اپنے آقا کی محبت میں محو ہو چکے تھے اور پھر اس عشق کے آگے آپ نے کسی انسان کی پرواہ نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی اس محبت کے نتیجہ میں اپنے آپ کو اپنے محبوب کے رنگ میں اس قدر رنگ لیا تھا کہ پھر آپ کا ہر قول و فعل اپنے آقا کے نقش قدم پر تھا۔ آپ کی اس محبت کو ہر ایک نے محسوس کیا۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہؐ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا"۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 201) آپ کی یہ محبت آپ کی نظموں میں بھی نظر آئی اور آپ نے اس کے ذریعہ بار بار اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ کے دل کا واحد مقصد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلانا ہے۔ آپ کی یہ محبت آپ کے ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون، ہر محفل میں نظر آتی تھی۔ آپ نے اپنی زندگی میں بہت کچھ برداشت کیا ہے مگر اگر آپ کے سامنے کوئی بھی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر بیٹھتا تو وہ آپ سے برداشت نہ ہوتا تھا۔ آپ کو اس قسم کی باتوں سے بہت تکلیف ہوتی تھی اور غصہ آ جاتا تھا یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جایا کرتا تھا اور ایسی محفل سے فوراً اٹھ جایا کرتے تھے۔ دشمن نے جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو آپ نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے ان کا مقابلہ کیا۔ ایسے وقت میں آپ کی حالت ایسے سپاہی کی طرح ہو جاتی تھی جو جنگ میں کھڑا اپنے سب سے بڑے دشمن کو سامنے پاتا ہے۔ تب آپ خدا تعالیٰ کے شیر کی طرح دشمن کی طرف لپکتے اور مدلل دلائل کے ذریعہ ہر ایک وار کا مقابلہ کرتے۔ یہ وہ عشق تھا جو حضور کی رگ رگ میں پایا جاتا تھا۔

اپنے منصب پر یقین

حضرت مسیح موعود کو جہاں خدا اور اس کے رسول سے بے حد عشق تھا، وہاں آپ کو اس بات پر بھی مکمل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح اور مہدی بنایا ہے۔ آپ کو اپنے آپ سے کئے خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر بھی پورا یقین تھا اور آپ یہ ایمان رکھتے تھے کہ چاہے جو کچھ بھی ہو جائے خدا تعالیٰ کی بات نہیں ٹل سکتی۔ اس بات کا جہاں اپنے اعتراف کرتے تھے وہاں غیر بھی انکار نہ کر پاتے۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک انگریزی اخبار "پائنیر" نے آپ کی وفات کے وقت آپ کے بارہ میں لکھا کہ "مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا۔ اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ ان کو ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے"

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 255)

یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے اس مشن کو پورا کرنے کے لئے جس کیلئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا تھا اپنے دن رات وقف رکھے۔ آپ نے انتھک محنت کرتے ہوئے اپنا سارا کا سارا وقت خدمت دین کے کاموں میں صرف کیا ہے۔ کام میں اتنے مصروف رہتے تھے کہ بعض دفعہ کھانا پینا بھی بھول جایا کرتے یہاں تک کہ کوئی شخص آ کر یاد کراتا تو پھر آپ کھانا تناول فرماتے۔ آپ نے مختصر سے وقت میں 80 سے زائد کتابیں لکھی ہیں، سینکڑوں اشتہار چھاپے ہیں اور لاکھوں خطوط لکھے ہیں اور اپنا کوئی وقت بھی ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ نے بہت سے مباحثے بھی کئے، بہت سی تقاریر بھی کیں۔ ہزاروں لوگ آپ سے ملنے آیا کرتے اور آپ کے مہمان بنتے، جہاں آپ نے ان کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہوئے مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم کئے وہاں ہمیشہ اپنے مشن کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی تعلیم و تربیت کا بھی مکمل خیال رکھا۔ آپ نے ہر ایک کو دلائل کے ذریعہ سے قائل کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کو بھی۔ آپ خود اپنے مشن پر یقین کی انتہاء کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس پر ایسا ہی یقین ہے جتنا کہ دنیا کی کسی چیز کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ ہو سکتا ہے۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 188)

حقوق العباد کی ادائیگی

حضور نے جہاں حقوق اللہ کا خیال رکھا ہے وہاں حقوق العباد کو بھی مکمل طور پر ادا کیا ہے۔ آپ نے زندگی میں ہر ایک کے ساتھ پیار کا سلوک کیا ہے اور اگر کسی سے نفرت کی ہے تو وہ صرف گناہ سے کی ہے، کبھی کسی گناہگار سے نہیں کی جیسا کہ آپ نے خود ایک مرتبہ فرمایا:۔

"دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"

(اربعین۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

آپ نے اپنے تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کے حقوق اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ادا کئے۔ والدین کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے۔ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو سر جھکا کر سامنے زمین پر ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ والدین کے فرمانبردار بیٹے تھے۔ فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ دنیاوی کاموں سے سخت بیزاری کے باوجود آپ نے اپنے والد صاحب کی مرضی کے مطابق پرانے خاندانی مقدمات کی پیشیوں میں حاضری لگائی ہے اور لمبا عرصہ باوجود ناپسندیدگی کے سیالکوٹ میں ملازمت کی ہے۔

اہلیہ کا خیال

حضرت اماں جان سے بھی آپ کا بہت ہی پیار کا تعلق تھا اور آپ کے جذبات کا مکمل طور پر خیال رکھتے تھے۔

حضرت اماں جان پانی لینے کے لئے مرزا سلطان احمد صاحب کی حویلی میں جایا کرتی تھیں جہاں ایک کنواں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ اس کنویں سے رات نو بجے کے قریب گرمیوں کے موسم میں پانی لینے گئیں۔ آپ کے ساتھ بیگم حضرت ملک غلام حسین صاحب بھی تھیں۔ اس دوران باتوں باتوں میں حضرت اماں جان کسی بات پر ہنسیں۔ مرزا سلطان احمد کی اہلیہ نے جب آپ کے ہنسنے کی آواز سنی تو کہنے لگیں کہ اگر ایسی بات ہے تو گھر میں کنواں کیوں نہیں لگا لیتیں؟ یہ بات سن کر حضرت اماں جان نہایت غمگین ہو کر گھر واپس آگئیں۔ جب حضرت صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اسی وقت حضرت ملک غلام حسین صاحب کو بلا کر (جن کا مکان قریب ہی تھا) فرمایا کہ ابھی مرزا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جائیں اور کہیں کہ دو چار کھودنے والوں کو بلا یا جائے۔ چنانچہ رات کے دس بجے چار کھودنے والے آگئے اور صبح تک آٹھ سے نو فٹ تک کنواں کھود دیا گیا۔ بعد میں ایک آدمی بٹالہ سے اینٹیں لینے بھی بھیجا گیا اور جلد سے جلد کام کروا کر یہ کنواں 15 دن کے اندر اندر تیار کر دیا گیا۔

(الحکم 28 اپریل 1935ء صفحہ 4)

الغرض حضور حضرت اماں جان کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھا کرتے تھے اور ہر تکلیف کو فوری دور کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح بیماری میں آپ کی تیمارداری کرتے۔ حضرت اماں جان کی بات کو بڑی عزت دیا کرتے تھے یہاں تک کہ جو خادمائیں آپ کے گھر کام کرنے آیا کرتی تھیں وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ "مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے" (سیرت حضرت مسیح موعود، صفحہ 400)

بیوی سے سختی کو ناپسند فرمایا کرتے تھے اور گھر میں بھی یہی معمول تھا کہ کبھی سختی نہیں کی۔

☆.........☆.........☆

11

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

صوفی غلام مصطفی تبسم .... ماخوذ

اردو زبان کی ابتدا

آج تک اردو زبان کی ابتدا کے متعلق بہت سے نظریئے قائم کئے جا چکے ہیں۔ سب سے پرانا اور مشہور ترین خیال اردو کی ولادت کے متعلق وہ ہے جو مولانا محمد حسین آزاد نے اپنی تصنیف ''آب حیات'' میں پیش کیا ہے کہ یہ زبان برج بھاشا سے نکلی ہے۔ جو دہلی اور دوآبہ کے گردونواح کی زبان تھی اور اس میں سب سے پہلے لکھنے والے امیر خسرو تھے جن کی کتاب ''خالق باری'' اردو فارسی لغت ہے۔ یہ خیال دراصل یورپ کے بعض فاضلوں مثلاً گارسان دتاسی اور ڈاکٹر سپرنگر کا پیدا کیا ہوا ہے اور اس میں مولانا صہبائی اور دوسرے اردو کے ابتدائی تذکرہ نگار بھی شامل ہیں۔ لیکن جوں جوں اس زبان کے بارے میں تحقیقات کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ اس خیال کو بھی تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جن سے نہ صرف اس زبان کے مقام ولادت کے متعلق خیالات میں تبدیلی آ گئی بلکہ عہد اور زمانے میں شبہات پیدا ہونے لگے۔

اس سے پہلے عام خیال یہی تھا کہ اردو اپنی متکلم شکل میں سلاطین مغلیہ کے لشکروں میں پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پا کر ادھر ادھر پھیل گئی۔ انہی سرپرستیوں اور ادب نوازیوں کی بدولت دلی اردو زبان کا مرکز بنی اور قلعہ معلیٰ کی پاکیزہ اور شستہ زبان اردوئے معلیٰ کہلائی۔

اس خیال کے ساتھ ساتھ دکن کا نظریہ موجود تھا اور اہل دکن اس بات کے دعویدار تھے کہ اردو کا مولد ومنشاء سرزمین دکن ہے۔ یہ خیال اس حد تک تو ضرور صحیح تھا کہ اردو کی سب سے پہلی تصنیف دکن ہی میں ہوئی لیکن اس امر سے کسے انکار ہوسکتا ہے کہ زبان کے لئے تفصیلی صلاحیت پیدا کرنے سے پہلے اس کا موجود ہونا ضروری ہے اور یہ امر ابھی تک پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچا تھا۔ دکنی نظریئے کے متعلق زیادہ بحث وتمحیص کی ضرورت نہ تھی کیونکہ بعض تاریخی واقعات اور خارجی واندرونی شہادتیں اس کے خلاف موجود تھیں۔ لیکن ان تاریخی شواہد کی چھان بین پورے طور پر نہیں ہوئی تھی اور اردو زبان کے ابتدائی نمونے ابھی پردۂ اخفا میں تھے۔ مزید برآں اس نظریہ کے علمبردار خود اس بات کا اعتراف بھی کرتے تھے۔ گویہ اعتراف دبی زبان میں تھا۔ شمس اللہ قادری نے ''اردوئے قدیم'' میں دکنی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ زبان شمال سے حملہ آوروں کے ساتھ دکن میں آئی پھر ایک اور جگہ تفصیل سے مگر چھپے چھپے یوں کہا کہ:۔

''مصنفین نے عدم واقفیت کے باعث اردو کی اس سرگذشت کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے جو دکن سے تعلق رکھتی ہے اور اس کی وجہ سے ان کی تصریحات نہایت ناقص اور متضاد ہوگئی ہیں۔ تاریخ اردو کا یہ تاریک حصہ جو کئی صدیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اگر روشنی میں لایا جائے اور اس کی زبان پر اردو زبان کی عہد بعہد ترقیاں مطالعہ کی جائیں اور اس کے بعد اس کی تاریخ کو سلسلہ وار ترتیب دیا جائے تو اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ آل سبکتگین کے زمانے میں اردو زبان کی ابتدا ہوئی۔''

بعد میں آنے والوں نے تو کھلے طور پر تسلیم کر لیا کہ اردو کی داغ بیل سب سے پہلے شمال ہندوستان میں پڑی۔ دکن میں اردو کا مصنف کہتا ہے۔ ''گلستان ہند کے شمال چمن میں مغربی دروازوں کے باغبانوں نے آ کر اردو کا بیج بویا۔ گنگا جمنا نے آبیاری کر کے چھوٹے سے پودے کو اگایا۔ اسی کے قریب گلزار دکن میں انہیں ہاتھوں نے اس بیج کو زمیں میں ڈالا۔''

''اردو شہ پارے'' کا مؤلف مسعود سعد سلیمان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ''مسعود نے تین دیوان مرتب کئے تھے۔ ان میں ایک ہندی (جو زبان ہندوستان میں بولی جاتی تھی) میں تھا۔ امیر خسرو نے بھی اپنے دیوان غرۃ الکمال کے دیباچہ میں مسعود کے دیوان کی متعلق یہی لکھا ہے۔ مسعود لاہور کا باشندہ تھا۔ جس وقت مسلمانوں نے دہلی فتح کی بقید حیات تھا۔ اسی طرح اس نے جو کچھ بھی لکھا ہوگا وہ یقیناً اسی زبان کا تھا۔ جو پنجاب میں بولی جاتی تھی اور وہ زبان بہت ممکن ہے کہ اردو کی بالکل ابتدائی صورت ہو۔''

''اردو شہ پارے'' کے مؤلف ڈاکٹر سید محمد محی الدین قادری کا یہ بیان فی الحقیقت حافظ محمود شیرانی مرحوم کی کتاب ''پنجاب میں اردو'' کے ردعمل کو ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے اردو کی ابتدا کا مسئلہ ہمیشہ بحث طلب رہا۔ دلی لکھنو، پنجاب و دکن ہمیشہ اس بارے میں الجھتے رہے۔ یہاں تک کہ حافظ محمود شیرانی کی کتاب ''پنجاب میں اردو'' شائع ہوئی اور اس سے آپ نے بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ان تمام امور پر روشنی ڈالی جو زبان کے مولد ومنشاء کے بارے میں برسوں تک متنازعہ فیہ رہے تھے۔ ان تمام تفاصیل کا خلاصہ یہ تھا کہ سیاسی اور معاشرتی ماحول اور زبان کی ساخت اور اس کے صرفی ونحوی قاعدے اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ موجودہ اردو زبان کو پنجاب کی زبان سے ایک گونہ مماثلت ہے۔

اس کتاب کے شائع ہونے پر ''دکن سکول'' اور ''برج بھاشا سکول'' کے پرستاروں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی۔ ہر طرف سے مخالفت میں آوازیں بلند ہوئیں۔ لیکن جب لوگوں نے تاریخی اور معاشرتی شواہد کو ٹٹولا اور ان کے پیش کئے ہوئے دلائل پر غور کیا تو رفتہ رفتہ طبیعتوں کا میلان اس خیال کی طرف ہوتا گیا۔ بالآخر اس نظریہ کو وزنی اور قابل قدر سمجھتے ہوئے ان کی تائید کی۔

اس نظریہ کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں شمالی ہند میں مسلمانوں کی آمد، ان کی عسکری کارگزاریوں اور فتوحات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگرچہ ابتدا میں محمدؒ بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا اور اپنے مختصر سے زمانہ حکومت میں اس ملک کی اقوام سے انتظامی میل جول پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ اس سے پیشتر بھی مسلمانوں اور پنجابیوں اور سندھیوں میں تمدنی میل ملاپ شروع ہو چکا تھا۔ تاہم سب سے بڑا سیاسی انقلاب محمود غزنوی کے حملوں نے کیا۔ جس کے مشہور ومعروف سترہ حملوں نے نسل انسانی کے دو مختلف گروہوں کو اس طرح خلط ملط کر دیا کہ بقول مورخ فرشتہ ''غزنی گویا ہندوستان کا ایک صوبہ معلوم ہونے لگا۔''

محمود کے بعد اس کی سلطنت کم وبیش ایک صدی تک رہی۔ اس زمانہ میں دارالسلطنت غزنی میں ایک ترجمان، ہندوستانی باہمی اظہار خیال کے لئے رکھا جاتا تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ایک ہندی کے اس ہنگامہ خیز خلط ملط کا نتیجہ کچھ نہ نکلا ہو گا؟ اور اس کا اثر اس سرزمین پر نہیں پڑا ہوگا؟ جہاں سب سے پہلے یہ دونوں قومیں آپس میں ٹکرائیں۔ پھر سیاسی حالات اور تمدنی نظام کے بدل جانے سے ایک دوسرے کے قریب تر آ گئیں۔ مسعود سعد سلیمان جس کا ابھی ابھی ذکر ہوا ہے۔ اس دور کا شاعر تھا۔ اس نے اپنا ہندی دیوان جس زبان میں لکھا ہوگا وہ سوائے پنجاب کی زبان کے اور کوئی دوسری زبان نہیں ہوسکتی۔ تذکرہ نگاروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسعود نے خاص پنجابی طرزیں بھی اختیار کیں چنانچہ اس کے فارسی کلام میں بھی ''بارہ ماسہ'' جو ایک خاص پنجابی چیز ہے اور جس کا رواج پنجابی شاعروں میں کچھ عرصہ تک یہاں عام تھا پایا جاتا ہے۔ اسی ربط ونظم اور خلا ملا کا نتیجہ تھا کہ حکیم سنائی کے کلام میں بھی جو اسی عہد کے شاعر ہیں بعض ہندوستانی الفاظ ''کوتوال'' ''پانی'' وغیرہ ملتے ہیں۔ ''کوتوال'' کا لفظ ''کوٹ والا'' کی تبدیل شدہ صورت حال ہے جس کے معنی ''مالک قلعہ'' کے ہیں۔

لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس زمانے میں اس زبان میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہو گیا ہوگا۔ بلکہ مقصد صرف یہ ہے یہاں فارسی ترکی اور پنجابی کے باہمی میل جول سے اس ملک کے باشندوں اور مسلمان آباد کاروں کے درمیان ذریعہ اظہار خیال کے طور پر ایک زبان معرض وجود میں آئی جو ان کے معاشرتی کاروباری اور تجارتی ضروریات کے لئے کافی تھی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جوں جوں مسلمان حملہ آوروں اور نواردوں کے قدم پنجاب کی سرزمین سے آگے بڑھتے چلے گئے تو زبان بھی پھیلتی چلی گئی۔ پنجاب سے دہلی اور دہلی سے شمالی ہندوستان کے باقی علاقوں میں پہنچی۔ یہاں ایک چیز کی وضاحت نہایت ضروری معلوم ہوتی ہے وہ برج بھاشا اور اردو باہمی ربط وضبط ہے کہ یہ کہنا کہ اردو زبان برج بھاشا سے نکلی ہے اور اسی کی ایک شاخ ہے اس نظریہ کی تردید ذرا حافظ محمود شیرانی کے الفاظ میں سنئے:۔

''جب ہم اردو کے ڈول اس کی وضاحت کی ساخت اور وضع قطع کو دیکھتے ہیں۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ڈھنگ اور ہے برج بھاشا کا رنگ اور ہے۔ دونوں کے قواعد وضوابط واصول مختلف ہیں۔ اردو برج بھاشا کے مقابلہ میں پنجابی بالخصوص ملتانی سے مماثلت قریبہ رکھتی ہے۔ برج بھاشا سے چند ترمیمیں قبول کر لینا یا الفاظ کا مستعار لے لینا دوسری بات ہے۔ لیکن جہاں برج بھاشا نے اس سے الفاظ مستعار لئے ہیں وہاں پر اپنا اثر بھی ڈالا ہے اور برج بھاشا پر کیا موقوف ہے۔ ہندوستان کی دوسری زبانیں بھی اردو کے پرتو سے خالی نہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ اردو زبان بین الاقوامی ضروریات کی بناء پر وجود میں آئی۔ لیکن بہت جلد بعد وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی عام زبان بن گئی۔ اس نے ستلج پار ہوکر مسلمانوں کا دامن پکڑ لیا۔ مسلمان سپاہی اہل عملہ دست کار، پیشہ ور، مزدور، فقیر درویش ومسافر کا ساتھ دیا۔ دکن، بنگال، گجرات جہاں کہیں وہ گئے یہ ان کے ساتھ رہی اور ساتھ ہی بسی۔ ابتدا میں وہ عوام اور غیر تعلیم یافتہ طبقے کی زبان تھی آخر میں اس کی ہر دلعزیزی دیکھ کر تعلیم یافتہ طبقے نے بھی اس کی طرف توجہ کی۔

مسلمانوں کی فتح دہلی کے بعد سب سے مؤثر حملہ جو دکن پر ہوا وہ سلطان علاؤالدین خلجی کے زمانے میں اس کے بیٹے خضر خاں نے کیا۔ گویا یہ سمجھنا چاہئے کہ اس زمانہ سے اردو کی داغ بیل دکن میں پڑ گئی۔ اس کے تقریباً پون صدی بعد سلطان محمد تغلق نے دلی سے اپنا دارالسلطنت منتقل

کرتے ہوئے دولت آباد میں اپنی راج دہانی قائم کی۔ دہلی کی بیشتر آبادی کو نئے دارالسلطنت میں بسنے کے شدید احکام جاری ہوئے اسی زبردست خلط ملط کے طفیل اردو دکن کی سرزمین میں مضبوطی کے ساتھ جم گئی۔ اسی زمانے سے اس میں بول چال شروع ہوئی۔

شمالی ہندوستان کے مقابلہ میں دکن کی سرزمین اس زبان کی ترویج و اشاعت کے لئے بہت سازگار ثابت ہوئی۔ اس کی مختلف وجوہات تھیں:۔

1۔ ایک تو یہ کہ دکن کے فرمانرواؤں کی محل سراؤں میں ہندورانیاں داخل ہوگئیں۔ جس سے ان کے تعلقات وہاں کے ہندو باشندوں سے زیادہ استوار ہوگئے۔ لازمی امر تھا کہ وہ ایسی زبان کو جو نہ تو اجنبی زبان ہو اور نہ ہندوستان کی قدیم پراکرت، نسبتاً زیادہ پسند کرتے جو دوقوموں کے میل ملاپ کا ذریعہ تھی اور جس کا اختیار کرنا دونوں کو ایک دوسرے کے قریب تر لاسکتا ہے۔

2۔ دوسری وجہ اس سرزمین میں صوفیاء اور مشائخ کی کثرت تھی۔ جن کا کام زیادہ تر اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت تھا اور ظاہر ہے کہ اس تبلیغ و اشاعت کے لئے عوام سے رابطہ و اتحاد قائم کرنا پڑتا ہوگا۔ لازمی طور پر ایک ایسی زبان کو ذریعہ اشاعت بنایا گیا۔ جو ان بزرگوں اور عوام کے درمیان ایک آسان اور مفید رابطے کا کام دے سکتی تھی۔

3۔ تیسری وجہ غالبًا یہ بھی تھی کہ دکن کے تاجدار مغلیہ شہنشاہوں کے مقابلے میں ایک امتیازی شان بھی پیدا کرنا چاہتے ہوں اور فارسی کے ساتھ ساتھ اردو کو رواج دے کر اپنی تسکین طبع کا سامان مہیا کرتے ہوں۔

محمد تغلق کے آخر زمانہ سلطنت میں دکن نے بغاوت کی۔ حسن گنگو نے بہمنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ جو تقریباً دوسال تک حکمران رہا اور پھر بہمنیوں کی سلطانی میراث پانچ مختلف خاندانوں میں بٹ گئی۔ یہ سلطنتیں طاقتور اور ممتاز تھیں انہیں کے عہد میں اردو زبان کو ادبیات کا رتبہ ملا۔ یہ سارا عرصہ تقریباً ساڑھے تین سوسال کا ہے۔ اس زمانے میں دہلی اور دکن میں کوئی پائیدار اور مستقل سیاسی اور تمدنی تعلق قائم نہ رہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اردو متعدد امور میں جو بعض صرف نحو سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض محاوروں سے مختلف ہوگئی۔ اہل علم نے اسی امتیاز کو ظاہر کرنے کے لئے ایک کا نام دکنی رکھا اور دوسری کا نام اردوئے معلیٰ رکھ دیا۔ دکنی زبان تغلقوں کے عہد کی زبان کی مقلد رہی اور شمالی ہندوستان کی زبان بیرونی اثرات کے ماتحت بدلتی رہی اور فارسی کے آغوش میں رہ کر اس کے بہت قریب ہوگئی۔

بہرحال دکنی شمالی ہندوستان کی اردو کتنی مختلف کیوں نہ ہو۔ اس کی بنیادی صورت اردو سے بہت کچھ مشابہ ہے اس کے الفاظ میں بہت سے الفاظ پنجابی کے ہیں۔ وجہی جو ولی سے پہلے گزرا ہے جس کی کتاب ''مثنوی قطب مشتری'' نے ولی اورنگ آبادی سے اولیت کا سہرا چھین لیا۔ دکن کے قدیم اور اول درجے کے ادیبوں اور شاعروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کتاب کی زبان میں پنجابی الفاظ کثرت سے ملے ہوئے ہیں۔ دلچسپی کے لئے چند ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ادھار (سہارا) انب (آم) آپے (آپ) اجھوں (ابھی) کدھیں (کبھی) کوہ (کوس) انگ (جسم) پٹی (تختی) تھنڈ (ٹھنڈی) ڈب مرنا۔ (ڈوب مرنا) دسنا (نظر آنا)۔

اس قبیل کے سینکڑوں الفاظ ہیں جو اس طرح جواز میں پیش کئے جاسکتے ہیں۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وجہی کی شاعری کی مختلف اصناف کی بنیاد پڑی۔ اسی مثنوی میں نظم کی یکسانیت کو توڑنے کی خاطر غزل کی صنف کو استعمال کیا گیا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ غزلیں بذات خود قدیم ادبیات اردو کا اچھا خاصہ نمونہ ہیں۔ جو بعد میں دلی کے یہاں جسے اردو شاعری کا باوا آدم کہا جاتا ہے دیکھنے میں آتی ہے۔

یہ بحث ناتمام رہے گی اگر ہم اردو کے مختلف علموں کا ذکر نہ کریں۔ جو وقتاً فوقتاً اس کے لئے استعمال ہوتے رہے۔ یہ بات تعجب سے خالی نہیں کہ آج ہماری زبان جس لفظ کے ساتھ مشہور ہے وہ ایک نیا نام ہے اردو ترکی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی بازار یا کیمپ وغیرہ کے ہیں اور یہ لفظ فارسی تصنیفات میں اس زمانے میں سے چلا آتا ہے جب سے اس زبان پر منگولوں اور ترکوں نے اپنا اثر ڈالا۔ سب سے پہلے جس فارسی کتاب میں یہ لفظ استعمال ہوا وہ ''جہاں کشائی جوینی'' ہے۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے۔ غالبًا سب سے پہلے بابر نے اپنی کتاب ''تزک'' میں اسے استعمال کیا ہے اس کے بعد یہ لفظ عام ہوگیا۔ لیکن اس کے معنی لشکر گاہ اور چھاؤنی کے رہے مغلوں نے زمانے میں چلتی ہوئی فوجوں کے ساتھ جو ٹکسال قائم کی جاتی تھی۔ وہاں سے نکلے ہوئے سکوں پر ''اردوئے ظفر قرین'' لکھا جاتا تھا۔ محمد شاہ کے عہد کے قریب شاہی قلعہ کے باہر لاہوری دروازے کے پاس ایک بازار ''اردو بازار'' کے نام سے مشہور تھا۔ جو غدر کے بعد انگریزی فتح مند فوجوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوگیا اور جس کا ذکر غالب نے بھی اپنے خطوط میں کیا ہے۔ اسی طرح اس جگہ کے قریب ایک مندر ''اردو مندر'' کے نام سے آباد تھا جو غالبًا لشکریوں کے ہندو عنصر کے لئے عبادت گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

غرض کہ لفظ اردو کا استعمال ان چار پانچ مقاموں پر ہم کو یہ پتہ دیتا ہے کہ ہماری زبان بھی انہیں لشکریوں سے مناسبت رکھنے کے باعث اس نام سے مشہور ہوگئی ہوگی اس خیال نے بعض لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کردیا ہے کہ زبان اردو انہی لشکریوں کے اندر پیدا ہوئی اور اس کی عمر خواہ کتنی ہی ہو۔ خود زبان کی موجودگی سے اس سے سینکڑوں سال پہلے سے ثابت شدہ ہے۔ ہمارے موجودہ لٹریچر میں سب سے پہلے جس شخص نے اپنی کتاب میں اردو کا لفظ اس معنی میں استعمال کیا وہ محمد حسین تحسین ہیں۔ جنہوں نے اپنی کتاب ''نوطرز مرصع'' آج سے تقریباً ایک صدی پہلے لکھی تھی۔ پھر اس کے بعد تقریباً اسی زمانے میں میر امّن نے ''باغ و بہار'' میں یہی نام استعمال کیا۔ اس کے بعد اس نام کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ آج اس سے بہتر کوئی اور نام معلوم نہیں ہوتا۔

بہرحال یہ ثابت ہوگیا ہے کہ اردو کا موجودہ نام ڈیڑھ سوسال سے زیادہ پرانا نہیں خود تحسین اور میر امّن اردو نظم کے لئے ریختہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ریختہ کی کئی ایک تشریحات موجود ہیں۔ مثلاً ریختہ وہ زبان ہے جو اپنی اصلیت سے گر جائے۔ آزاد آب حیات میں لکھتے ہیں کہ ریختہ کے معنی گری پڑی پریشان چیز کے ہیں چونکہ اردو میں الفاظ پریشان جمع ہیں اس لئے اسے ریختہ کہا گیا ہے۔ ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ ریختہ کے معنی چونہ سفیدی وغیرہ کے ہیں جو دیوار کو پختہ کرتا ہے۔ اس لئے بھی شاید اس زبان کا نام ریختہ ہوا۔

لیکن سب سے زیادہ معقول تعریف وہ ہے جو پروفیسر شیرانی نے کی ہے۔ ریختہ بمعنی ایجاد کرنا کسی چیز کو قالب میں ڈھالنا اور موزوں کرنا کے آتا ہے۔ آٹھویں صدی میں امیر خسرو نے ایرانی اور ہندوستانی موسیقی کے امتزاج سے نئے سر نکالے جن میں سے ایک کا نام ریختہ رکھا۔ آہستہ آہستہ یہ لفظ موسیقی کے مفہوم سے نکل کر زبان اور پھر زبان کی اصطلاح عام بن گیا۔ خود امیر خسرو کے زمانہ ہی میں کلام ریختہ اس نظم کو کہتے تھے۔ جس میں فارسی اور ہندوستانی الفاظ کی آمیزش ہو۔ اس مفہوم میں ریختہ کے لفظ استعمال پچھلی صدی تک ہوتا چلا آیا ہے............ یعنی وہ شاعرانہ زبان جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی آمیزش سے ترتیب پا کر پھیل رہی تھی۔ بعض موقعوں پر اس کا اطلاق نثر پر بھی ہوا ہے۔ ریختہ کے علاوہ اردو کا ایک نام دہلوی بھی ہے۔ بالکل اسی طرح اہل دکن اسے دکنی گجرات کے رہنے والے اسے گجراتی کہتے رہے۔ یہ نام دہلی سے نکلے ہوئے سپاہیوں کے ساتھ دور دور پہنچا۔ گجرات کے ایک صوفی شیخ باجن گجراتی نے ایک نظم لکھی ہے جس کا نام ''صفت دنیا بزبان دہلوی'' ہے جو اردو کا پرانا نمونہ ہے۔ یورپ کے حملہ آور اور سیاح اسے (Language of Indians) اور پھر ہندوستانی بھی کہتے رہے جو اٹھارہویں اور بالخصوص انیسویں صدی میں بہت عام رہا۔

نیت اچھی ہو تو عمل نیک ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''انسان کی فطرت میں دراصل بدی نہ تھی اور نہ کوئی چیز بری ہے لیکن بداستعمالی بری بنادیتی ہے۔ مثلاً ریا ہی کو لو۔ یہ بھی دراصل بُری نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی کام محض خدا تعالیٰ کے لیے کرتا ہے اور اس لیے کرتا ہے کہ اس نیکی کی تحریک دوسروں کو بھی ہو تو یہ ریا بھی نیکی ہے۔ ریاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دنیا کے لیے۔ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھا رہا ہے۔ اور پیچھے کوئی بڑا آدمی آ گیا اس کے خیال اور لحاظ سے نماز کو لمبا کرنا شروع کردیا۔ ایسے موقعہ پر بعض آدمیوں پر ایسا رعب پڑ جاتا ہے کہ وہ پھول پھول جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم ریاء کی ہے جو ہر وقت ظاہر نہیں ہوتی مگر اپنے وقت پر جیسے بھوک کے وقت روٹی کھاتا ہے یا پیاس کے وقت پانی پیتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لیے نماز کو سنوار سنوار کر پڑھتا ہے وہ ریاء میں داخل نہیں۔ بلکہ رضاءِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ غرض ریا کے بھی محل ہوتے ہیں۔ اور انسان ایسا جانور ہے کہ بے محل عیوب پر نظر نہیں کرتا۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو بڑا عفیف اور پارسا سمجھتا ہے۔ راستہ میں اکیلا جارہا ہے۔ راستہ میں وہ ایک تھیلی جواہرات کی پڑی پاتا ہے وہ اُسے دیکھتا ہے اور سوچتا ہے کہ مداخلت کی کوئی بات نہیں۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ اگر یہ اس وقت اس پر گرتا نہیں اور سمجھتا ہے کہ غیر کا حق ہوگا اور روپیہ جو گرا ہوا ہے آخر کسی کا ہے۔ ان باتوں کو سوچ کر اگر اس پر نہیں گرتا اور لالچ نہیں کرتا تو فی الحقیقت پوری عفّت اور تقویٰ سے کام لیتا ہے؛ ورنہ اگر نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے تو اس وقت اس کی حقیقت کھل جاوے گی اور وہ اسے لے لے گا۔ اسی طرح ایک شخص جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ریاء نہیں کرتا۔ جب ریاء کا وقت ہو اور وہ نہ کرے تو ثابت ہوگا کہ نہیں کرتا۔ لیکن جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا بعض اوقات ان عادتوں کا محل ایسا ہوتا ہے کہ وہ بدل کر نیک ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ نماز جو باجماعت پڑھتا ہے۔ اس میں بھی ایک ریاء تو ہے۔ لیکن انسان کی غرض اگر نمائش ہی ہو تو بیشک ریاء ہے اور اگر اس سے غرض اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری مقصود ہے تو یہ ایک عجیب نعمت ہے۔ پس (بیوت الذکر) میں بھی نمازیں پڑھو اور گھروں میں بھی۔ ایسا ہی ایک جگہ دین کے کام کیلئے چندہ ہو رہا ہو۔ ایک شخص دیکھتا ہے کہ لوگ بیدار نہیں ہوتے اور خاموش ہیں۔ وہ محض اس خیال سے کہ لوگوں کو تحریک ہو سب سے پہلے چندہ دیتا ہے۔ بظاہر یہ ریاء ہوگی لیکن ثواب کا باعث ہوگی۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 643,644)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم نصیر احمد اٹھوال صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع عمرکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مریم نصیر نے 7 سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور ختم کر لیا ہے۔ اس کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت مکرم بہادر علی چوہان صاحب معلم وقف جدید کے حصہ میں آئی۔ تقریب آمین کے موقع پر محترم سید قاسم احمد شاہ صاحب ناظر زراعت نے بچی سے قرآن کریم کے مختلف حصص سنے اور دعا کروائی۔ بچی مکرم چوہدری شریف احمد اٹھوال صاحب کی پوتی، مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ صابن دستی ضلع بدین کی نواسی اور مکرم عتیق احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع بدین کی بھتیجی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم عدنان عالم بھٹی صاحب مدرسۃ الظفر وقف جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم بلال عالم بھٹی صاحب سکنہ کالووال حال فرینکفرٹ جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کے بعد مورخہ 13 دسمبر 2013ء کو بیٹی سے نوازا ہے بچی کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فضاء بھٹی عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم مختار احمد بھٹی صاحب کالووال حال دارالعلوم وسطی کی پوتی اور مکرم نور عالم بھٹی صاحب ولد مکرم چوہدری سید عالم بھٹی صاحب سکنہ کالووال ضلع چنیوٹ کی نسل میں سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، صالحہ، خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم جمیل احمد جاوید صاحب ولد مکرم قاضی شریف احمد صاحب مرحوم ملتان حال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ (جو گونگی اور بہری ہیں) زوجہ مکرم کلیم احمد صاحب آف جرمنی عرصہ تین ماہ سے بہت بیمار ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر کے علاوہ خون، پھیپھڑوں اور گردوں کا شدید انفیکشن ہے۔ دماغی توازن بھی بگڑتا جا رہا ہے۔ خاکسار بھی مختلف عوارض میں مبتلا ہے۔ احباب سے دعا کی درخوست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحم سے صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرمہ منصورہ مبارک صاحبہ لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میری عزیزہ مکرمہ ارم رانا صاحبہ کچھ عرصہ سے مختلف عوارض کے باعث شدید بیمار ہیں اور حالت کافی تشویشناک ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ وعاجلہ فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد احمد رضوان ہاشمی صاحب دفتر بیوت الحمد سوسائٹی نظارت دیوان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ مکرمہ رضیہ بیگم ہاشمی صاحبہ مورخہ 9 دسمبر 2013ء کو بعمر 88 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مورخہ 10 دسمبر کو ان کی نماز جنازہ مکرم حافظ انوار رسول صاحب مربی سلسلہ وصدر محلّہ نے بیت اللطیف دارالعلوم وسطی میں پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم قمر احمد کوثر صاحب نائب ناظر رشتہ ناطہ نے دعا کروائی۔

مرحومہ حضرت میاں محمد عظیم ہاشمی صاحب، حضرت آمنہ بی بی صاحبہ آف گجو چک ضلع گوجرانوالہ رفقاء حضرت مسیح موعود کی بہو، حضرت پیر علی اصغر ہاشمی صاحب پٹواری آف بہاولپور رفیق حضرت مسیح موعود کی نواسی، مکرم صابر علی ہاشمی صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ چک ہاشمیاں ضلع سیالکوٹ کی بیٹی اور مکرم محمد شریف ہاشمی صاحب مرحوم واقف زندگی سابق کارکن نظارت صنعت وتجارت کی اہلیہ تھیں۔

مرحومہ کے تین پوتے مربی سلسلہ ہیں۔ مکرم احمد ریحان ہاشمی صاحب بینن، مکرم احمد فرحان ہاشمی صاحب کشمیر اور مکرم احمد عدنان ہاشمی صاحب کینیا میں خدمات دین سرانجام دے رہے ہیں۔ والد صاحب مرحوم کی 1966ء میں حادثاتی وفات کے بعد آپ نے نہایت ہی جانفشانی کے ساتھ اپنے آٹھ بچوں کی پرورش کی جو انسانی جدوجہد کی ایک لمبی داستان ہے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مسعود شاہد ہاشمی صاحب 1982ء میں ایک حادثہ میں وفات پا گئے تھے۔ آپ نے ان صدموں میں صبر سے کام لیا۔ آپ پابند صوم وصلوٰۃ، دعا گو، خلافت احمدیہ کی سچی فدائی اور جماعت کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی تھیں۔ آپ خدمت خلق کی شیدائی اور مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش تھیں۔ جب تک آپ کے جسم میں سکت رہی لجنہ اماء اللہ اور جماعتی کاموں میں بھرپور شرکت کرتی رہیں اور جو ڈیوٹی بھی آپ کو تفویض ہوئی اسے نہایت شوق سے سرانجام دیا۔ آپ نے اپنے پیچھے چار بیٹے خاکسار، مکرم منصور انجم ہاشمی صاحب اسلام آباد، مکرم وسیم راشد ہاشمی صاحب اسلام آباد، مکرم نعیم احمد ہاشمی صاحب اسلام آباد، تین بیٹیاں مکرمہ منصورہ ہاشمی صاحبہ کراچی، مکرمہ صفورہ انجم ہاشمی صاحبہ کینیڈا، مکرمہ نبیلہ شاہین ہاشمی صاحبہ کراچی، تیرہ پوتے پوتیاں، نو نواسے نواسیاں اور گیارہ پڑپوتے پڑپوتیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ والدہ صاحبہ میرے پاس رہتی تھیں۔ چنانچہ آخری چند سالوں میں آپ کی بہو اور میری اہلیہ مکرمہ امۃ الرشید ہاشمی صاحبہ کو آپ کی خدمت کرنے کا موقع ملا کیونکہ اس دوران مرحومہ صاحب فراش تھیں اور مکمل طور پر بستر پر تھیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی نسلوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال و شکریہ احباب

مکرم ساجد سلطان احمد صاحب ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی بوائز سیکشن تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ مکرمہ عصمت بیگم صاحبہ زوجہ مکرم ظفر سلطان احمد صاحب مورخہ 13 نومبر 2013ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ مورخہ 15 نومبر 2013ء کو بعد نماز جمعہ بیت المبارک میں مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم مولانا رفیق احمد جاوید صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ اس موقع پر بہت سے دوست احباب تشریف لائے اور ہمارے دکھ میں شامل ہوئے۔ بہت سے دوستوں اور احباب نے بذریعہ ٹیلی فون یا تحریراً تعزیت کی۔ خاکسار ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہے اور دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور ان کی نیکیاں ہمیں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرم فراست حسین طاہر صاحب ابن مکرم لیاقت حسین صاحب وصیت نمبر 48378 نے مورخہ 5 جون 2005ء کو مکان نمبر 52/A گلی نمبر 5 رحمٰن کالونی ربوہ سے وصیت کی تھی۔ جولائی 2010ء سے مکرم موصی صاحب کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ یا فون نمبر کا علم ہو تو دفتر ہذا کو جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

سالانہ تربیتی پروگرام 2013ء

(مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کو مورخہ 13 دسمبر 2013ء کو اپنا سالانہ تربیتی پروگرام لیڈیز پارک بیوت الحمد کالونی ربوہ میں صبح 8:30 تا 12:00 بجے دوپہر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ صبح 8:30 بجے رجسٹریشن شروع کی گئی۔ اس پروگرام کا افتتاحی اجلاس محترم نصیر احمد چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ مقامی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور عہد کے بعد صدر اجلاس نے افتتاحی تقریر اور دعا کروائی۔ اس کے بعد نظم ہوئی ازاں بعد مکرم محمد محمود طاہر صاحب معاون صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے تلاوت قرآن کریم کی اہمیت اور اس کی برکات کے موضوع پر، مکرم مظفر احمد درانی صاحب منتظم تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ مقامی نے نفلی روزے کی اہمیت و برکات کے موضوع پر اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان نے اطاعت نظام کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد فی البدیہہ تقریری مقابلہ اور صف اول کے انصار کے درمیان میوزیکل چیئر کا مقابلہ ہوا۔

دوپہر 11 بجے اس سالانہ تربیتی پروگرام کا اختتامی اجلاس محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم محمد انور نسیم صاحب منتظم عمومی مجلس انصار اللہ مقامی نے سالانہ تربیتی پروگرام کی رپورٹ پیش کی۔ ازاں بعد محترم صدر مجلس نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور انصار کو نصائح کیں۔ اس کے بعد صدر مجلس نے اختتامی دعا کروائی۔ پھر زعیم صاحب اعلیٰ نے اعلانات کئے اور سب کا شکریہ ادا کیا۔ تمام حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پروگرام میں پانچ صد سے زائد انصار نے شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

کاشف جیولرز

گولبازار ربوہ

میاں غلام مرتضیٰ محمود

فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

31دسمبر2013ء

12:30 am ریئل ٹاک
1:45 am راہ ہدیٰ
3:15 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7مارچ2008ء
4:20 am Apple of Kashmir
4:50 am طب وصحت
5:20 am عالمی خبریں
5:40 am تلاوت قرآن کریم
5:50 am الترتیل
6:30 am حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
7:35 am کڈز ٹائم
8:05 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7مارچ2008ء
9:15 am آداب زندگی
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am یسرنا القرآن
12:00 pm اطفال الاحمدیہ یوکے اجتماع 24 اپریل 2010ء
1:05 pm آسٹریلیا میں احمدیت
1:30 pm آسٹریلین سروس
1:55 pm سوال وجواب
3:10 pm انڈونیشین سروس
4:10 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 27دسمبر2013ء (سندھی ترجمہ)
5:15 pm تلاوت قرآن کریم
5:30 pm یسرنا القرآن
6:00 pm ریئل ٹاک
7:00 pm بنگلہ پروگرام
8:15 pm سپینش سروس
9:00 pm آداب زندگی
9:30 pm آسٹریلیا میں احمدیت
10:00 pm ہماری تعلیم
10:30 pm یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:30 pm اطفال الاحمدیہ یوکے اجتماع

یکم جنوری2014ء

12:35 am خطبہ جمعہ فرمودہ 27دسمبر2013ء
1:35 am آسٹریلین سروس
2:00 am جمہوریت سے انتہا پسندی تک
3:00 am آداب زندگی
3:25 am آسٹریلیا میں احمدیت
3:50 am سوال وجواب
5:10 am عالمی خبریں
5:25 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am یسرنا القرآن
6:20 am ہماری تعلیم
6:35 am اطفال الاحمدیہ یوکے اجتماع
7:40 am نور مصطفویؐ
8:05 am آداب زندگی
8:45 am آسٹریلین سروس
9:25 am آسٹریلیا میں احمدیت
10:00 am لقاء مع العرب
11:05 am تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:35 am الترتیل
12:05 pm خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ قادیان
1:00 pm ریئل ٹاک
2:00 pm سوال وجواب
3:05 pm انڈونیشین سروس
4:05 pm سواحیلی سروس
5:05 pm تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:40 pm الترتیل
6:10 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 7مارچ2008ء
7:15 pm بنگلہ سروس
8:15 pm دینی وفقہی مسائل
8:45 pm آخری زمانہ کے حالات
9:30 pm فیتھ میٹرز
10:30 pm الترتیل
11:00 pm عالمی خبریں
11:20 pm حضور انور کا جلسہ سالانہ قادیان سے خطاب

2جنوری2014ء

12:30 am ریئل ٹاک
1:30 am دینی وفقہی مسائل
2:00 am آخری زمانہ کے حالات
3:00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7مارچ2008ء
4:05 am انتخاب سخن
5:10 am عالمی خبریں
5:30 am تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
6:00 am الترتیل
6:20 am خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ قادیان
7:45 am دینی وفقہی مسائل
8:25 am قرآنک آرکیالوجی
8:45 am فیتھ میٹرز
9:50 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم
11:40 am یسرنا القرآن
12:10 pm حضور انور کا دورہ بریڈفورڈ
1:10 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:15 pm ترجمۃ القرآن
3:15 pm انڈونیشین سروس
4:15 pm پشتو مذاکرہ
5:00 pm تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:35 pm یسرنا القرآن
6:05 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:05 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 27دسمبر2013ء
8:10 pm المائدہ
8:40 pm Maseer-e-Shahindgan
9:15 pm ترجمۃ القرآن کلاس
10:30 pm یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:30 pm حضور انور کا دورہ بریڈفورڈ

مخصوص رنگوں کی روشنی ڈپریشن پیدا کرتی ہے

امریکہ میں ایک نئی تحقیق کے مطابق رات کے وقت چند مخصوص رنگوں کی روشنی انسان میں ڈپریشن پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ رات کو ٹی وی سیٹ سے نکلنے والی روشنی یا اس جیسی مدھم روشنی انسان میں ڈپریشن پیدا کرتی ہے، تحقیق کے دوران سائنسدانوں نے چوہوں کے ایک گروپ کو رات کے اندھیرے میں، دوسرے گروپ کو نیلی روشنی میں، تیسرے کو سفید روشنی اور چوتھے گروپ کو سرخ روشنی میں رکھا۔ چار ہفتوں بعد یہ نوٹ کیا گیا کہ چوہوں کے سامنے جب میٹھا پانی رکھا گیا تو چوہوں کا وہ گروپ جو زیادہ ذہنی دباؤ میں تھا اس نے سب سے کم میٹھا پانی پیا، نیلی اور سفید روشنی میں رکھے گئے چوہے سب سے زیادہ ذہنی دباؤ اور ڈپریشن میں مبتلا دکھائی دیئے۔

(روزنامہ دنیا 13/اگست 2013ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 20۔دسمبر

طلوع فجر	5:36
طلوع آفتاب	7:01
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	5:10

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

20دسمبر2013ء

6:25 am حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
8:35 am ترجمۃ القرآن کلاس
9:55 am لقاء مع العرب
12:00 pm حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
1:20 pm راہ ہدیٰ
4:05 pm دینی وفقہی مسائل
6:00 pm خطبہ جمعہ Live
8:05 pm خلافت خامسہ کا دس سالہ بابرکت دور
9:20 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 20دسمبر2013ء
11:20 pm حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

گل احمد، نشاط، اتحاد اور فردوس کی مکمل ورائٹی
نیز بہترین فینسی ورائٹی کا مرکز
لبرٹی فیبرکس
اقصیٰ روڈ (نزد اقصیٰ چوک) ربوہ: 92-47-6213312

خواتین اور بچیوں کے مخصوص امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

وردہ فیبرکس
سیل۔سیل۔سیل
کھدر 3P۔کھدر 4P۔کاٹن اتحاد فردوس۔لیلن۔ دوول مرینہ۔گرم شال۔جائنہ شرٹ۔بوتیک شرٹس۔
شائستہ بوتیک پر زبردست سیل جاری ہے۔
تمام ڈیزائن 2013ء کے ہیں۔آئیں اور فائدہ اٹھائیں
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان مارکیٹ کے اندر ہے۔ 0333-6711362

FR-10

شربت صدر
نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

اٹھوال فیبرکس
بوتیک وفینسی ورائٹی کا مرکز
اتحاد کاٹن+ جرمن لیلن + کرم وول۔بریزہ+اتحاد کھدر 4P+ شار کھدر+ مرینہ شرٹ+ لیلن شرٹ اور شال کی تمام ورائٹی مناسب ریٹ پر
پروپرائٹر: اعجاز احمد طاہر اٹھوال 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ